ایک وہ ہیں جن کی محفل صد بہار اندر کنار
ایک ہم ہیں جن کا دل داغِ نشانِ آرزو

ایک وہ کہ عشرت اندوزِ فروغِ مہر و ماہ
ایک ہم کہ شب گسارِ خاکدانِ آرزو

ایک وہ جن کے لیے گل کارواں در کارواں
ایک ہم زحمت کشِ خارستانِ آرزو

ایک وہ کہ جنتیں ہی جنتیں جن کے لیے
ایک ہم ہیں جنہیں رنج زیانِ آرزو

آج پھر آثارِ بیتابی نمایاں ہیں سعید
کیا کہیں پھر ہوگی تجدیدِ زمانِ آرزو

غزل

از جناب ابوالفضل محمد فراہیم صاحب ثمر رحمانی

آہیں شرر فشاں ہیں سوزِ غمِ نہاں سے
بجلی چمک رہی ہے گویا مری زباں سے

جل جائیں کیوں نہ دشمن آہِ شرر فشاں سے
میں آگ پھونکتا ہوں سوزِ غمِ نہاں سے

آیا ہوں راز بن کر جاؤنگا راز بن کر
لایا ہوں کچھ وہاں سے لے جاؤں کچھ یہاں سے

کاسہ بکف ہو گردوں کیوں بیکسوں کے آگے
کچھ مانگ لے اثر سے کچھ مانگ لے فغاں سے

اب دل لگاؤں کیونکر اس کو بجھاؤں کیونکر
دل آگ بن گیا ہے سوزِ غمِ نہاں سے

دل دے رہے ہیں گویا وہ جان مانگتے ہیں
میری طرح کلیجہ لائے کوئی کہاں سے

اک رشتۂ وفا میں دونوں بندھے ہوئے ہیں
کیوں ہاتھ کھینچتے ہو بیکار امتحاں سے

عرشِ بریں کو جنبش کون و مکاں کو لرزہ
سر رکھ کے اس زمیں پر لڑتا ہوں آسماں سے

کیا جانے وہ کہاں ہیں کیا جانیں ہم کہاں ہیں
بھٹکا ہوں کارواں سے گذرا ہوں کارواں سے

احوال نامرادی بس اے ثمر نہ پوچھو
آہیں بھی واپس آئیں جا جا کے لامکاں سے